السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ پانچ بھائی تھے جوہندوستان سے ہجرت کرکے آئے تھے جوملکیت تھی دے کرپاکستان میں ہرایک نے برابرحصہ لیا۔

ساری ملکیت کے برابربرابرحصے علیحدہ علیحدہ تقسیم ہوئے۔جن میں سے 4بھائیوں کی اولادتھی باقی ایک بھائی بنام سلطان کی اولادنہ تھی۔سلطان اپنے بھتیجے عبدالرشید کے ساتھ رہتا تھا عبدالرشید نےاپنےچچا کووالد کی طرح عزت وتکریم کی اوراپنے گھرکابڑا(سربراہ)مقررکیااس کے بعدعبدالرشید محنت مزدوری کرتارہااوراپنی محنت میں سے کافی ملیکت جمع کی لیکن چونکہ عبدالرشید نےاپنے گھر کاسربراہ اپنےچچاسلطان کوبنایا تھااس لیے ساری ملکیت بھی اسی کے نام کروادی تھی اب سلطان کی وفات کو22سال گزرگئے ہیں اورسلطان کے دیگربھتیجے بھی اپنے حصے کادعوی نہیں کررہے ہیں جبکہ اب ایک بھتیجا سلیم خان کاکہنا ہے کہ اس ملکیت میں میرابھی حصہ ہے جبکہ باقی سب بھتیجے خاموش ہیں اوراس چیزکے گواہ بھی ہیں کہ یہ ملکیت سلطان کی اصل ملکیت نہیں بلکہ عبدالرشید نے اپنی محنت سے کماکراپنےچچاکے نام پرکروائی تھی۔وضاحت کریں کہ اس ملکیت میں سے دوسرے بھتیجوں کویاان کی اولاد کوکتناحصہ ملےگایانہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

معلوم ہوناچاہیے کہ سلطان کی ساری جائیدادعبدالرشید کی ہی ہے کیونکہ سلطان نے عبدالرشید کوجائیدادکاوارث بنایااس کوہبہ کردی اورجوبھی ملکیت جمع ہوئی عبدالرشید کی ملکیت میں سے جمع ہوئی دوسری بات کہ عبدالرشید کوسلطان نے اپنی ملکیت کاوارث بنایاجس کافارم بھی موجودہےتیسری بات کہ اس کے گواہ بھی موجودہیں کہ یہ ملکیت عبدالرشید کی ہے اس کی کمائی سے بنی ہے جبکہ سب کے سب جداتھے اورسلطان کی وفات کوبھی ایک بڑاعرصہ22سال گزرگئےجس دوران کسی نے مطالبہ کیاجس سے ساری بات واضح ہوجاتی ہے پھرسلطان کے باقی بھتیجےاپنے حصے طلب نہیں کررہے صرف سلیم خان مانگ رہاہے تواس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس ملکیت میں سلیم خان کاکوئی حصہ نہیں ہے اورپھریہ ملکیت عبدالرشید نے اپنی کمائی سے بنائی ہے اورصرف گھرکے سربراہ کی حیثیت سےاپنےچچاسلطان کے نام کروائی ہے اکبراورشوکت کابھی اس میں حصہ معلوم نہیں ہورہاجب ان کے والدنے حصہ نہیں لیاتوپھراس کےبیٹےکیسے مطالبہ کررہے ہیں۔لہذاساری جائیدادکاوارث صرف اورصرف عبدالرشید ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[فتاویٰ راشدیہ]

صفحہ نمبر587

محدث فتویٰ